مسئلہ نصب امامت کی اہمیت: ایک تحقیقی جائزہ

The importance of issue of installation of Imamate: An exploratory review

نعمت اللہ[*]

پروفیسر ڈاکٹر عبد العلی اچکزئی[**]

ABSTRACT:

Allah has issued a series of Prophets for the guidance of humanity, the first link of which is Prophet Adam and last link is seal of the prophets Mohammad peace be upon him. After the demise of the prophet, it is necessary for the collective implementation of Shariah that the common Muslims may appoint an eligible and competent individual from themselves as the head who could enforce the comma-ndments of Shariah collectively. This chosen individual is called "Imam" and the office he serves is called "Higher Imamate" or "Caliphate". In the following essay, the same issues of installation of Imamate and its relatives have been reviewed.

Keywords: Imamate, Caliphate, installation, relatives, shariah.

آج کل امت مسلمہ اور مسلمان جن حالات سے گزر رہے ہیں ان سے معمولی واقفیت رکھنے والا دردمند مسلمان کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ جتنی اسلامی خلافت اور ایک عادل امام کی ضرورت آج ہے شاید تاریخ میں اتنی اہمیت و ضرورت کبھی نہ رہی ہو۔ اسی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر یہ خیال ہوا کہ یہ تحقیق کی جائے کہ امامت کیا ہے؟ دین اسلام میں نصب امام (امام کی تقرر) کی کیا حیثیت اور مقام ہے؟اس مضمون میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انہی سوالات کی حسب المقدور جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔

لغت کی رو سے " امامت " آگے بڑھنے کو کہتے ہیں اور ہر اس شخص کو امام کہا جاتا ہے چاہے وہ قوم کا سربراہ ہو یا نہ ہو۔[1]

ابن منظور افریقی "لسان العرب" میں لکھتے ہیں۔

الامام کل من ائتّم به قوم کانوا علی الصراط المستقیم او کانوا ضالین[2]

ترجمہ: امام ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کی کوئی قوم پیروی کرے خواہ وہ ہدایت پر ہو یا گمراہی پر ہو۔

امامت کی اصطلاحی تعریف:

امامت کی تعریف کے متعلق علامہ ماوردی "الاحکام السلطانیۃ" میں لکھتے ہیں:

الامامة: موضوعة لخلافة النبوة في حراسة الدين وسياسة الدنيا[3]۔

[*]M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta.
Email:

[**]Professor, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta.

ترجمہ: امامت دین کی حفاظت اور دنیاوی امور کو سرانجام دینے کے لئے نبوت کے نائب کے طور پر وضع کیا گیا ہے۔

شرح مقاصد میں امامت کی تعریف یہ بیان کی گئی ہے:

وھی ریاسۃ عامۃ فی امر الدین والدنیا خلافۃ عن النبی ﷺ[4]

ترجمہ: اور امامت دین و دنیا کے معاملے میں ریاست عامہ اور رسول اللہ ﷺ کی خلافت ہے۔

علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں:

ھی حمل الکافۃ علی مقتضی النظر الشرعی فی مصالحھم الاخرویۃ والدنیویۃ الرجعۃ الیھا اذاحوال دنیا ترجع کلھاعندالشارع الی اعتبارھا بمصالح الآخرۃ فھی فی الحقیقۃ خلافۃ عن صاحب الشرع فی حراسۃ الدین وسیاسۃ الدنیابہ[5]

ترجمہ: وہ (خلافت) شرعی نقطہ نظر سے تمام لوگوں کو ان کے اخروی اور دنیاوی مصلحتوں پر ابھارنا ہے جو آخرت کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ حقیقت میں دین کی حفاظت اور دنیاوی سیاست کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی خلافت ہے۔

مذکورہ تمام تعریفات میں اگرچہ لفظی طور پر کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہے مگر مطلب و مفہوم ان تمام تعریفات کا ایک ہی ہے اور وہ ہے رسول اللہ ﷺ کی نائب کے طور پر عوام کی دنیاوآخرت کی بھلائی کے لئے کام کرنا ہے۔

اسی طرح امامت کے ساتھ ساتھ ایک اور لفظ خلیفہ کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے دونوں ایک ہی معنی و مفہوم رکھتا ہے۔ جیسے علامہ ابن خلدون آگے لکھتے ہیں:

وانہ نیابۃ عن صاحب شریعۃ فی حفظ الدین وسیاسۃ الدنیاویسمیٰ خلافۃً و امامۃً والقائم بہ خلیفۃً واماماً[6]

ترجمہ: یہ صاحب شریعت (رسول اللہ ﷺ) کی طرف سے دین کی حفاظت اور دنیاوی سیاست میں نیابت کو کہتے ہیں۔ اس کو خلافت اور امامت کہا جاتا ہے اور اس کو سرانجام دینے والے کو خلیفہ یا امام کہا جاتا ہے۔

نصب امام (امام کا تقرر)

امام اور خلیفہ کا تقرر اور شرعی بنیادوں پر قائم ایک اسلامی حکومت کا قیام تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔ علامہ تفتازانی نے اس مسئلے پر اجماع کا قول کیا ہے۔ اپنے مشہور ترین کتاب " شرح العقائد النسفی" میں فرماتے ہیں۔

ثم الاجماع علی ان نصب الامام واجب[7]

ترجمہ: اس بات پر تمام امت کا اجماع ہے کہ نصب امام (تقررِ امام) واجب ہے۔

تو اس بات پر تمام امت کا اجماع ہے کہ امام کا تقرر کرنا واجب اور ضروری ہے البتہ اس بات پر اہل تسنن اور اہل تشیع کا اختلاف ہے کس کے ذمے واجب ہے؟ اہل تشیع کے نزدیک امام کا تقرر اللہ تعالیٰ کے ذمے واجب ہے اللہ تعالیٰ اپنے طرف سے امام کا نصب اور تقرر فرمائیں گے جبکہ تمام اہل تسنن اور اکثر معتزلہ کے نزدیک لوگوں پر واجب ہے کہ وہ اپنے لئے ایک امام و خلیفہ کا تقرر کریں۔ علامہ تفتازانی شرح المقاصد میں لکھتے ہیں:

نصب الامام واجب علی الخلق سمعا عندنا و عند عام المعتزلۃ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ و علی اللہ عند الشعیۃ[8]

ترجمہ: ہمارے اور عام معتزلہ کے نزدیک لوگوں پر امام کا تقرر کرنا سمعاواجب ہے ۔۔۔۔۔ اور شیعیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ پر تقرر امام واجب ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

ویجب علی المسلمین وجوب کفایۃٍ الی یوم القیامۃ نصب خلیفۃ[9]

ترجمہ: مسلمانوں پر قیامت کے دن تک خلیفہ کا تقرر کرنا واجب کفایہ ہے۔

علامہ ابن تیمیہ اپنے کتاب "السیاسۃ الشرعیۃ" میں امامت اور امارت کے اہمیت کے متعلق فرماتے ہیں۔

یجب ان یعرف ان ولایۃ امر الناس من اعظم واجبات الدین بل لا قیام للدین ولا لدنیا الا بھا ۔ فان بنی آدم لا تتم مصلحتھم الا بالاجماع لحاجۃ بعضھم الی بعض[10]

ترجمہ: یہ جاننا ضروری ہے کہ لوگوں کی امارت دین کی عظیم ترین واجبات میں سے ہے بلکہ دین اور دنیا کے امور کا بقاء اور اسی کے ساتھ وابستہ ہے۔ کیونکہ بنی آدم کی اجتماعی مصلحتیں اجتماع کے بغیر ناممکن ہیں کیونکہ وہ ایک دوسرے کے محتاج ہوتے ہیں۔

امامت کا ثبوت قرآن میں:

اللہ تعالیٰ سورۃ النساء میں فرماتے ہیں:

یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ[11]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی بھی اطاعت کرو اور تم میں سے جو لوگ صاحب اختیار ہوں ان کی بھی۔

اس آیت سے ایک قول کے مطابق امراء مراد ہیں اور دوسرے قول کے مطابق علماء مراد ہیں۔ راجح قول یہ ہے کہ دونوں مراد ہیں جیسا کہ مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں: آیت مذکورہ میں اولولامر کی اطاعت سے علماء اور حکام دونوں مراد ہیں۔[12]

سورۃ النور میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ[13]

ترجمہ: تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کئے ہیں اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لئے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کر کے جما دے گا جسے ان کیلئے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے اس خوف و خطر کو وہ امن امان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں۔

صاحب قرطبی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

فامر بطاعة الله جل وعز اولاً ثم بطاعة رسوله ثانياً فيما امر به ونهى عنه ثم بطاعة الأمراء ثالثاً على قول الجمهور [14]

ترجمہ: اس آیت میں نے پہلے اللہ تعالی کی اطاعت کا حکم دیا ہے پھر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے تیسرے نمبر پر جمہور کے قول کے مطابق امراء کی اطاعت و پیروی کا حکم دیا ہے۔

یہی بات تفسیر ابن کثیر، تفسیر مظہری، تفسیر ابی سعود اور دیگر تفاسیر میں لکھی ہے جس سے یہ بات وضاحت کے ساتھ معلوم ہوتی ہے کہ اس آیت میں "اولو الامر" سے مراد امراء ہیں۔

امامت کا ثبوت احادیث میں:

مسلم میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

من مات و ليس فى عنقه بيعةٌ مات ميتة الجاهلية [15]

ترجمہ: جو شخص اس حالت میں مرا کہ اس کی گلے میں (امام کی) بیعت نہ ہو وہ جاہلیت کے موت مرا۔

اسی طرح سنن ابی داؤد میں ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے۔

اذا خرج ثلاثة فى سفر فليؤمروا احدهم [16]

ترجمہ: جب تین آدمی سفر پر نکلے تو ان میں سے ایک کو امیر بنادے۔

اس روایت سے روز روشن کی طرح یہ بات عیاں ہوگئی کہ تین آدمیوں پر مشتمل جماعت بھی بغیر امیر کے رسول اللہ ﷺ کو پسند نہیں تھا تو پوری امت مسلمہ کو کیسے بغیر کسی امیر اور امام کے پسند فرماتے؟

اسی طرح امام احمد بن حنبل نے اپنے مسند میں عبد اللہ ابن عمرؓ کی روایت نقل کی ہے۔

لا يحل لثلاثة يكونون بفلاة من الارض الا امروا عليهم احد [17]

ترجمہ: جب تین آدمی صحراء میں سفر کریں تو ان کو ان میں سے ایک کو امیر بنانا ضروری ہے۔

اس حدیث کی تشریح میں علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

فاوجب ﷺ تامير الواحد فى اجتماع القليل العارض فى السفر تنبيهاً بذالك على سائر انواع الاجتماع ولان الله تعالى اجب الامر بالمعروف والنهى عن المنكر ولا يتم ذالك الا بقوة وامارة۔ وكذالك سائر ما اجبه من الجهاد والعدل واقامة الحج والجمع والاعياد ونصر المظلوم واقامة الحدود لا تتم الا بقوة وامارة۔ ولهذا روى: ان السلطان ظل الله فى الارض و يقال ستون سنة من امام جائر صلح من ليلة واحدة بلا سلطان۔ والتجربة تبين ذالك [18]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے قلیل سے قلیل اجتماع میں جو بالکل عارضی اور بحالت سفر ہو واجب اور ضروری قرار دیا ہے کہ ان کو ان میں سے اپنا امیر بنالیں اور یہ اس لئے کہ دیگر تمام قسم کے اجتماعات کے لئے تاکید اور تنبیہ ہوجائے کہ جب سفر میں تین آدمی مجتمع

ہو جائیں تو ایک کو اپنا امیر بنا لینا واجب ہے تو پھر دوسرے اجتماعات میں بدرجہ اولی یہ حکم نافذ ہو گا اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو واجب قرار دیا ہے اور یہ (امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی بجا آوری) صرف قوت اور امارت کے ذریعے ممکن ہے۔ اسی طرح دیگر تمام واجبات مثلاً جہاد، قیام عدل، اقامت حج وجمعہ وعیدین، مظلوم کی مدد اور حدود کی اقامت بغیر امارت کے ممکن نہیں ہے۔ اور اسی لئے روایت کی گئی ہے کہ سلطان (امام) زمین پر اللہ کا سایہ ہے اور کہا گیا ہے ایک رات بغیر سلطان کے گزارنے سے ساٹھ برس جابر وظالم سلطان کا ہونا زیادہ مناسب و اصلح ہے اور تجربہ بھی یہی بتاتا ہے۔

آگے علامہ ابن تیمیہ اپنے اس قول کے سلف الصالحین کے اقوال سے مؤکد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: و لهذا كان السلف۔ کالفضیل بن عیاض و احمد بن حنبل و غيرهما يقولون: لو كان لنا دعوة مجابة لدعونا بها للسلطان[19]

ترجمہ: اسی وجہ سے سلف فرمایا کرتے تھے مثلاً فضیل بن عیاض اور امام احمد بن حنبل و دیگر کہا کرتے تھے، اگر ہماری دعا قبول و مستجاب ہوتی ہو ہم سلطان کے لئے دعا کرتے۔

صحابہ کرام کا عمل

قرآن و حدیث کے علاوہ صحابہ کرام کے عمل سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام کا تقرر انتہائی اہم کام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے رحلت کے بعد صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کے تدفین پر بھی امر خلافت کو مقدم کر کے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خلیفہ بنایا۔ صحابہ کرام جو رسول اللہ ﷺ کے تربیت یافتہ اور آپ ﷺ کے ہر ہر عمل کو اپنانا اپنے لئے دنیا کی قیمتی ترین متاع سمجھتے تھے انؓ کے اس طرز عمل سے بڑھ کر خلیفہ کے تقرر کی اہمیت اور نصب امامت کی اور کیا ثبوت و دلیل ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تدفین سے قبل آپ ﷺ کے خلیفہ اور نائب کا تقرر عمل میں لایا۔

اہل تشیع کی رائے

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ تمام امت کا اس پر اتفاق ہے امام کے تقرر واجب ہے البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ امام کا تقرر اللہ کی جانب سے ہو گا یا بندوں پر امام کا تقرر واجب ہے۔ اہل سنت والجماعت کی رائے یہ ہے کہ نصب امامت لوگوں پر واجب ہے (جس کی تفصیل اوپر بیان ہو چکی ہے) اور اہل تشیع کی رائے یہ ہے کہ نصب امامت اللہ کے ذمے واجب ہے۔ اہل تشیع کے معتبر علم علامہ باقر مجلسی اپنے کتاب "حیاۃ القلوب" میں لکھتے ہیں:

"امام در لغت بمعنی مقتداء و پیشوا است و در اصطلاح فرقہ ناجیہ در باب صلوۃ کہ امامی گویند غالباً پیشناز است و در علم کلام کہ امام می گویند مراد شخصی است کہ از جانب خدا بہ خلافت و بیابت حضرت رسالت پناہ متعین شدہ باشد"[20]

ترجمہ: امام لغت میں بمعنی مقتدا اور پیشوا ہے اور فرقہ ناجیہ کے اصطلاح میں نماز کے باب میں پیش امام کو کہتے ہیں اور علم کلام میں جب امام کہا جاتا ہے تو اس سے مراد وہ شخص ہے کہ خدا کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے خلافت و نیابت کے لئے متعین ہوا ہو۔

علامہ مجلسی آگے فرماتے ہیں:

"و بعض از محققان گفتہ اند: امام شخصی است کہ حاکم باشد بر خلق خدا از جانب خدا بواسطہ آدمی در امور دین و دنیای آنہا مثل پیغمبر الا آنکہ پیغمبر از جانب خدا بی واسطہ آدمی نقل می کند و امام بوسطہ آدمی کہ آن پیغمبر است"[21]

ترجمہ: اور بعض محققین نے کیا ہے: امام وہ شخص ہے جو اللہ کی جانب سے کسی انسان کے واسطے سے مخلوق پر ان کے دینی و دنیاوی امور میں پیغمبر کی طرح حاکم ہو مگر (فرق) یہ کہ پیغمبر اللہ کے جانب سے بغیر کسی واسطے کے نقل کرتے ہیں اور امام کسی انسان کے واسطے سے نقل کرتے ہیں (اور وہ انسان) پیغمبر ہے۔

علامہ باقر مجلسی "حق الیقین" میں فرماتے ہیں۔

"و آنچہ فرقہ ناجیہ بر آن اتفاق کردہ اند آن است کہ واجب است بر پروردگار عالم عقلاً و سمعاً نصب کردن امام"[22]

ترجمہ: اور وہ بات جس پر فرقہ ناجیہ نے اتفاق کیا ہے وہ ہے کہ نصب امام پروردگار عالم پر عقلاً و سمعاً واجب ہے۔

اہل تشیع کے امام خواجہ نصیر الدین طوسی نے اس موضوع پر بہت کام کیا ہے۔ "تلخیص المحصل" میں وجوب انصب امامت کے متعلق فرماتے ہیں:

نصب الامام لطف ، لانہ مقرب من الطاعۃ و مبعد عن المعصیۃ ، والطف واجب علی اللہ تعالی[23]

ترجمہ: نصب امام مہربانی ہے اس لئے کہ وہ (اللہ کے بندوں) کو اطاعت کے قریب لاتے ہیں اور گناہوں سے دور کرتے ہیں اور (بندوں پر) مہربانی کرنا اللہ تعالی پر واجب ہے۔

خواجہ طوسی کی مذکورہ بالا عبارت سے بھی یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ امام کا تقرر کرنا واجب ہے البتہ وہ امام کو اللہ کی مہربانی اور عنایت سمجھ کر اسے اللہ تعالی کے ذمے واجب گردانتے ہیں۔

الغرض اس موضوع میں کئی سارے تفصیلی مباحث ہیں جن کو بیان کرنا باعث طوالت ہو گا۔ مختصر یہ کہ تمام امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ نصب امام واجب اور ضروری ہے اہل سنت والجماعت کی رئے یہ ہے کہ اللہ کے بندوں پر واجب ہے کے اپنے لئے امام کو مقرر کریں ورنہ تمام گناہ گار ہیں اور اہل تشیع نصب امام کو من جانب اللہ کے قائل ہیں۔ بدقسمتی سے اہلسنت و الجماعت میں عمومی طور پر یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ نصب امام کا عقیدہ شیعوں کا ہے۔ نصب امام کے لئے محنت اور سعی کرنے کی بجائے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں جو عملا اہل تشیع کی پیروی کرنے کے مترادف ہے اور اہل تشیع تو پہلے ہی سے مطمئن اور آرام سے بیٹھے ہیں کہ نصب امام کی ذمہ داری ان کی نہیں اللہ کی ہے جب اللہ کی طرف سے ان کے غائب امام منظر عام پر آئے گا تو وہ ان کی پیروی کریں گے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ جیسے صحابہ کرامؓ نے مسئلہ نصب امامت کو اہم سمجھ کر رسول اللہ ﷺ کے تدفین سے بھی مقدم رکھ کر ابو بکر صدیقؓ کو امام اور خلیفہ مقرر کرکے امت کے شیرازہ کو بکھیرنے سے محفوظ رکھا اسی طرح امت نے اگر ایک بار پھر زوال سے عروج کی طرف سفر شروع کرنا ہے اور "نیل کی ساحل سے لیکر تا بخاکِ کاشغر" پھیلے ہوئے منتشر امت کو ایک ہی لڑی میں پرونا ہے تو تمام تعصبات کو بالائے طاق رکھ کر نصب امامت کے لئے جدوجہد و محنت کرنا ہے اس لئے کہ ایک ہی امام کے قیادت میں جمع ہونے کے بغیر امت مسلمہ کے منتشر قوت کو یکجا کرنا خیال است و محال است و جنون۔

حوالہ جات

[1]فیروزآبادی ، مجددین محمد بن یعقوب ، القاموس المحیط ، مؤسسة الرسالة ، بیروت، س ن، ص1077

[2]ابن منظور، جمال الدین بن مکرم ، لسان العرب ، دار الصادر، بیروت، س ن، ج12، ص24

[3]الماوردی، ابی الحسن علی بن محمد بن حبیب ، الاحکام السلطانیه ، دار الحدیث ،قاہرہ، 2006، ص15

[4]التفتازانی ، سعد الدین بن مسعود بن عمر بن عبد الله ، شرح المقاصد ، عالم کتب ، بیروت، 1998، ج5، ص232

[5]ابن خلدون ، علامه ولی الدین عبدالرحمٰن ،مقدمه ابن خلدون ، داریعرب ،دمشق، 2004،۔ج1، ص365

[6]ایضا، ص349

[7]التفتازانی ، سعد الدین بن مسعود بن عمر بن عبد الله ، شرح العقائد النسفية ، البشریٰ ، کراچی، 2009، ص353

[8]علامه تفتازانی ،شرح المقاصد ، ص235

[9]دہلوی ، شاہ ولی الله ، ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء ، دار القلم دمشق، 2013، ج1، ص88

[10]ابن تیمیه، تقی الدین احمد، السیاسة الشرعیة، مکتبة الملك الفهد، ریاض، 1419ھ، ص129

[11]النساء 59:4

[12]مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ج2، ص452

[13]النور55:24

[14]قرطبی، ج6، ص429

[15]القشیری، مسلم ابن حجاج، صحیح مسلم ،کتاب الامارۃ، باب وجوب الملازمة جماعت المسلمین عند ظهور الفتن فی کل حال و تحریم الخروج من الطاعة، ص831

[16]احمد، بن محمد بن حنبل، المسند ، دار الحدیث، قاہرہ، 1995، ج7، ص478، ح7779

[17]ابن تیمیه، تقی الدین احمد، السیاسة الشرعیة، مکتبة الملك الفهد، ریاض، 1419ھ، ص129

[18]ایضا

[19]گیلانی، مولانا عبدالرحمٰن، خلافت وجمہوریت، مکتبۃ السلام، لاہور، 2002، ص43

[20]مجلسی، علامہ محمد باقر، حیاۃ القلوب، انتشارات سرور، ق۔، 1384ھ ش، ج5، ص17

[21]ایضا، ص18

[22]مجلسی، علامہ محمد باقر، حق الیقین، انتشارات سرور، قم، 1393ھ ش، ص63

[23]طوسی، خواجہ نصیر الدین، تلخیص المحصل المعروف بنقد المحصل، دار الاضواء، بیروت، 1985، ص407